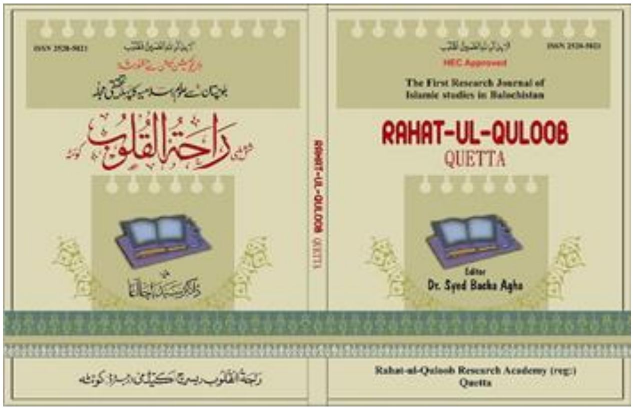

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

تصوف کا سلسلہ نقشبندیہ کاظم خان شیدا کی شاعری کے تناظر میں

Naqshbandi Sofi order in the context of Kazim Khan Sheda's Poetry

AUTHOR

1. Dr. Javed Iqbal, Assistant Professor, University of Balochistan, Quetta, Pakistan. Email: Javediqbalk71@gmail.com
2. Dr. Muhammad Hanif Khalil, Associate Professor, NIPS, Quaid e Azam, University, Islamabad, Pakistan. Email: hanifkhalil@gmail.com

How to Cite: Dr. Javed Iqbal, & Dr. Muhammad Hanif. (2022). URDU: تصوف کا سلسلہ نقشبندیہ کاظم خان شیدا کی شاعری کے تناظر میں: Naqshbandi Sofi order in the context of Kazim Khan Sheda's Poetry . *Rahat-Ul-Quloob*, *6*(2), 169-179. https://doi.org/10.51411/rahat.6.2.2022/411

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/411

Vol. 6, No.2 || July–December 2022 || URDU-Page. 169-179

Published online: 06-08-2022

QR. Code

تصوف کا سلسلہ نقشبندیہ کاظم خان شیدا کی شاعری کے تناظر میں

Naqshbandi Sofi order in the context of Kazim Khan Sheda's Poetry

[1]جاوید اقبال [2]حنیف خلیل

ABSTRACT

Kazam Khan Sheda (1125 H - 1194 H) is a stalwart literary figure representing the tradition of Pashto classical poetry. He is known as a poet of Sabk-e-Hindi (Indian style of poetry) introducing new metaphors and similies with a peculiar in-depth style in pashto poetry. Apart from his poetic diction sheda was a keen observer of scattered ingredients of the vast universe in order to depict his environment, social issues and other human values in his poetic thoughts and to serve the society with the help of his deep observation and artistic approach. Humanism peace, harmony and divine love usually remained a bright dimension of sufic thoughts and mystic tradition. A number of poets related to oriental sufi background followed the said tradition in their thoughts and poetry. Similarly, Kazam Khan Sheda too was a practical sufi and a strong follower of that mystical tradition. Naqashbandi (Silsila) is a prominent and popular sufi order in Hindustan (India) mystical scenario. Our poet and sufi Kazam Khan Sheda were a strong follower of that sufi order and remained a practical individual of that spiritual way under the supervision of his spiritual guide Hazrt Mir Masoom Shah (RH). Sheda followed that spiritual path in his poetical thoughts as well. This article deals with the mentioned mystical heritage of the sub-continent and Sheda's practical journey in mysticism in the context of Naqash Bandi sufi order.

Keywords: Kazam Khan Sheda, Pashto classical poetry, mystical heritage, Naqash Bandi sufi order.

مشرقی زبانوں کے کلاسیکی روایت میں اردو سے پہلے فارسی اور پشتو کو ان زبانوں میں نمایاں طور پر شامل کیا جاتا ہے۔ جن میں علمی و ادبی روایت اور خصوصی طور پر شاعری کا کلاسیکی معیار بہت مضبوط و مستحکم ہے۔ پشتو شاعری میں خوشحال خان خٹک کو صاحب سیف و قلم ہونے کے ناطے برصغیر کی ان نمایاں ترین شخصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔ جو افغان مغل کشمکش کے ایک تاریخی کردار کے طور پر سامنے آتے ہیں اس جری انسان اور صاحب سیف و قلم کے خاندان میں ایک ایسے شخص نے آنکھیں کھولیں جو برصغیر کے ادبی اور صوفیانہ روایت کے ایک سر برآوردہ شاعر اور صوفی کے طور پر اُبھر کر سامنے آئے یہ عظیم شخصیت خوشحال خان خٹک کے پڑپوتے، اشرف خان ہجری کے پوتے اور نامور مورخ افضل خان خٹک کے بیٹے محمد کاظم خان شیدا (1135 ہجری۔1194 ہجری) ہیں جو اپنے دور کے بہت بڑے شاعر اور صوفی گزرے ہیں۔

کاظم خان شیدا فارسی میں میرزا بیدل، غنی کاشمیری اور ابو طالب کلیم اور اردو میں مرزا غالب کے طرز کے شاعر ہیں۔ جس کو سبک ہندی کے شعراء کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مگر یہ واضح ہے، کہ غالب، کاظم خان شیدا کے بعد گزرے ہیں لہذا سبک ہندی کے شعراء میں سے کاظم خان شیدا کا موازنہ فارسی کے شعراء ہی سے کیا جاسکتا ہے۔ یہ وہ شعراء ہیں جن کی شاعری میں نازک خیالی اور نکتہ افرینی کے ساتھ موضوعاتی لحاظ

سے صوفیانہ مضامین کی ادائیگی بھی موجود ہے۔ اور کائیناتی مشاہدے کے ذیل میں نادر استعارات و تلازمات کے استعمال کے ساتھ انسان دوستی، نفسیات، جمالیات اور فلسفہ کے باریک مضامین بھی ان شعراء کی شاعری کا حصہ رہے ہیں۔ چونکہ کاظم خان شیدا نے عمر عزیز کا بیشتر حصہ ہندوستان کے رامپور میں گزرا ہے۔ لہذا ان کی شاعرانہ لطافت اور فنی تیکنیک بھی سبک ہندی سے ماخوذ ہے اور ان کی صوفیانہ روایت بھی ہندی تہذیب سے وابستہ ہے۔ تصوف مشرقی شاعری اور فارسی و اردو کی کلاسیکی شاعرانہ روایت کا اہم حصہ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کاظم خان شیدا کی شاعری میں بھی نمایاں ترین موضوع تصوف و عرفان ہی ہے۔ تصوف میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے فلسفیانہ مباحث ہماری کلاسیکی شعری روایت سے دامن نہ چھڑا سکی لہذا ہمیں کاظم خان شیدا کی شاعری میں یہ مباحث بھی جابجا ملتے ہیں۔ مگر وہ چونکہ ایک باعمل صوفی تھے۔ اور تصوف کے معروف سلسلوں میں وہ سلسلہ نقشبندیہ میں ہندوستان کے نامور روحانی پیشوا حضرت میر معصوم ثانیؒ سے بیعت تھے۔ اس لیے ان کی شاعری میں سلسلہ نقشبندیہ کے مبادیات اور واضح نقوش کی بازگشت بھی ہے اور ساتھ ہی شاعرانہ باریک بینی اور نکتہ افرینی بھی۔

کاظم خان شیدا پشتو کے کلاسیکی شاعر اور سبک ہندی کا نمائندہ ہے، انکی شاعری فن و تکنیک، مضمون افرینی، جدت پسندی، نازک خیالی، تشبیہات و استعارات کی ندرت اور مجموعی طور پر دقت معانی اور علویت کی معراج کو چھوتی ہے۔ مگر اس مقالہ میں خصوصی طور پر انکی متصوفانہ رجحان اور سلوک و معرفت میں انکے مسلک سلسلہ نقشبندیہ کا مطالعہ پیش کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ ان کی شاعری اور دیوان کے ساتھ ان کے اپنے تحریر کردہ مقدمہ سے اتنا تو واضح ہے، کہ وہ علمی صوفی تھے، عنفوان شباب ہی میں اپنے آبائی وطن سرائے اکوڑہ خٹک کو خیر باد کہہ کر باقی تمام زندگی ہندوستان کے رامپور میں گزاری تھی۔ ہندوستان ہی میں سلسلہ تصوف سے وابستہ ہوگئے تھے اور ہندوستان ہی میں وفات پائی ہے۔ مزار بھی رامپور میں ہے، انہوں نے اپنے صوفیانہ مسلک کے بارے میں اپنے دیوان کے ساتھ تحریر کردہ اپنے مقدمہ میں خود ہی کہا ہے، کہ: "راقم اس صحیفے کا محمد کاظم، شیدا تخلص، خٹک نسب، حنفی مذہب، نقشبندی مشرب، سخن شناسوں اور روشن قیاسوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں"[1]۔

یوں انہوں نے اپنی شاعری میں جابجا اپنے صوفیانہ مسلک کا اظہار بھی کیا ہے اور اپنے صوفیانہ مشرب نقشبندیہ سلسلہ کو بھی اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ ہمارے دانشوروں نے صوفیانہ مسلک کے بارے میں لکھتے ہوئے عموماً ان کو تصوف کے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے نظریات اور فلسفیانہ مباحث کی تناظر میں پرکھا اور دیکھا ہے۔ مگر کاظم خان شیدا نے ان فلسفیانہ مباحث سے بالاتر ہو کر بہت واضح انداز میں تصوف کے سلسلہ نقشبندیہ کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ جس کا تفصیلی جائزہ ابھی تک اس انداز سے نہیں لیا جاسکا جس سے ان کے صوفیانہ مسلک سے اُن کی خصوصی وابستگی کا تاثر سامنے آسکے۔ نامور صوفی شاعر امیر حمزہ شنواری چونکہ خود تصوف کے وحدۃ الوجود نظریہ کے پیروکار تھے، لہذا انہوں نے بھی شیدا کے صوفیانہ سلسلہ کی طرف محض اشارہ کر کے ان کو وحدۃ الوجودی صوفیاء کے ضمن میں زیر بحث لائے ہیں۔ سید انوار الحق کا مترجمہ دیوان کاظم خان شیدا کے پیش لفظ میں امیر حمزہ شینواری نے لکھا ہے:

"کاظم خان شیدا چونکہ طریقت میں نقش بندی مجددی نسبت رکھتے تھے، اسلئے چاہئے تو یہ تھا کہ آپ توحید شہودی کے داعی ہوتے لیکن مترجم (سید انوار الحق) نے شیدا کا ایک شعر پیش کیا ہے اور اسکی تشریح توحید وجودی کے رنگ میں کی ہے"[2]

اس سے پہلے کہ امیر حمزہ شینواری کے اس بیان کا جائزہ لیں پہلے کاظم خان شیدا کی شاعری سے ایک نظم پیش کرنا ضروری ہے جس میں انہوں نے تصوف کے سلسلہ نقشبندیہ کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا ہے، نظم سلسلہ نقشبندیہ کے بانی و بنیادی شارح حضرت بہاؤ الدین نقشبند کے منقبت کے طور پر لکھی ہے جو اس طرح ہے:"تم میری نصیحت پر عمل کرو اور نقشبند کے آستانہ کو بوسہ دو، اگر تمہیں اس آستانہ کی قدر و منزلت کا اندازہ ہو جائے تو ہمیشہ اس آستانے کی خاک بنے رہو گے۔ اگر کوئی اژدہا بھی اس آستانے پر نظر التفات کرے تو اس آستانے پر ایسے خزانے خاک کی طرح نچھاور کر دے گا۔ اگر سورج کی طرح روشن انسان بلکہ تمام جہان کو یہ آستانہ نظر کرم سے دیکھے تو تمام بحر و بر نمایاں ہو جائیں گے۔ اس آستانہ کے جلال ہی سے آسمان کی رفعت ہے اور اسی کے طفیل سے سورج روشن ہے۔ تمام اولیاء میں حضرت بہاؤ الدین اعلیٰ مقام پر فائز ہیں جیسے دریا میں موج اونچے سطح پر ہوتا ہے۔ ان کا ہر پتھر یاقوت ہے جیسے بدخشان اور بخارا کے پتھر جواہرات ہیں"[3]۔

اس نظم میں کاظم خان شیدا نے ایک طرف حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے اور دوسری طرف سلسلہ نقشبندیہ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں اظہارِ خیال کیا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اکثر و بیشتر صوفیاء اور علماء نے حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ کو تصوف کے سلسلہ نقشبندیہ کا بانی، اور اولین شارح بتایا ہے۔ اور ساتھ ہی نقشبند کے اصطلاح کی کچھ تعبیرات بھی پیش کی ہیں۔ مگر کہیں نہ کہیں یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کے پیروکار حضرت بہاؤ الدین سے بھی پہلے موجود تھے۔ سید انوار الحق جیلانی، حضرت بہاؤ الدینؒ اور ان کے سلسلہ نقشبندیہ کے بارے میں رقم طراز ہے:"حضرت بہاؤ الدینؒ، فرقہ نقشبندیہ کے بانی، دلیل العاشقین اور حیات نامہ کے مصنف، احقر عارفان (نزد بخارا) میں ولادت ہوئی، محرم 718ھ 1318ء اور وفات شب دوشنبہ 3 ربیع الاول 791ھ / 1388ء وہیں مزار بھی ہے۔ نقشبند، نقاش، مصوری، گلکاری کرنے والا اصطلاحاً حضرت بہاؤ الدین کا سلسلہ طریقت آپ کا نام محمد بن محمد التجاری ہے۔ آپ کو نقشبند اس لئے کہتے ہیں کہ خود بقول خواجہؒ وہ اور انکے والد دونوں کمخواب بنتے اور اس پر نقش و نگار بنانے میں مشغول رہتے تھے"[4]۔

اس اقتباس میں سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت بہاؤ الدینؒ اور انکے سلسلہ نقشبندیہ کی توجیح بیان کی گئی ہے، جس میں کمخواب کے کپڑوں پر نقش و نگار کا تذکرہ کیا گیا ہے مگر صاحبزادہ مقصود احمد صابر اپنی کتاب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ایک اور توجیح بھی پیش کرتے ہیں جو اس طرح ہے:"نقشبند لقب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ جس طالب کو جو ذکر تلقین فرماتے وہ اس کے دل پر نقش ہو جاتا"[5]۔

اس توجیح اور وجہ تسمیہ کے علاوہ احمد صابری صاحب نے حضرت بہاؤ الدین رح سے بھی پہلے حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلالؒ نقشبندی کا تذکرہ کیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی بنیاد حضرت بہاؤ الدین سے بھی پہلے پڑ چکی تھی۔ صابری صاحب یوں رقم طراز ہے:"پیشوائے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ امیر طریقت، برہان شریعت، واقف اسرار و رموز حقیقت نسب رسولی، فخر السادات، حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال نقشبندی رح شمس العارفین ہیں۔ آپ کا تعلق سادات کے ایک معزز گھرانے سے ہے، آپ قصبہ سوخار نزد بخارا 676 ہجری بمطابق 1278ء میں پیدا ہوئے تھے"[6]۔

بحر حال اکثر و بیشتر علماء و صوفیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ تصوف کے سلسلہ نقشبندیہ کے بانی مبانی حضرت بہاؤ الدین ہے جنکے سلسلہ نقشبند کے دو معروف توجیہات بھی پیش کر دی گئی ہیں اور ہمارے شاعر کاظم خان شیدا بھی حضرت بہاؤ الدینؒ کی شان میں منقبت لکھ کر اس رائے

کا اظہار کیا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کے بانی حضرت موصوف ہی ہے۔ اس سلسلہ کے بانی کے بارے میں مستشرقین کی تحقیق بھی یہی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ اسلامی تصوف کے تمام سلسلوں میں نقشبندیہ سلسلہ ہی ایسا سلسلہ ہے جو تمام مشرقی دنیا میں پھیلا ہے۔ کاظم خان شیدا نے تو خصوصی طور پر ہندوستان میں تصوف کے سلسلہ نقشبندیہ کی مناسبت سے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے مگر ہندوستان کے علاوہ بھی اس سلسلہ کے پیروکار کئی مشرقی ممالک میں موجود رہے ہیں، جس کے لئے ہم مستشرقین میں سے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔ الزبتھ اوز دلگا (Elisabeth oz dalga) نے مغربی اور وسطی ایشیاء میں اس سلسلے کے بارے میں ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں وہ رقم طراز ہے:

"The importance of old religious and cultural traditions in the formation of life in modern society is focused upon in this book on the Naqshbandi. The Naqshbandi order constitutes one of the leading Sufi (mystical) orders (tariqa) in the Muslim world. Its history dates back to fourteenth-century Bukhara in Khorasan, where Baha-al-Din Naqshband (d. 1389), the eponym of this branch of Islamic mysticism, lived as a leading Sufi Sheikh. During te fifteenth and sixteenth centuries the Naqshbandi order developed into a world-wide organization, spreading to areas culturally and geographically as distant from each other as Central Asia, Eastern Turkestan, India, China, Afghanistan, and the then Ottoman Empire (including the Balkans). Especially important for the diffusion of the order was Sheikh Ahmad Sirhindi (d. 1624) from India, who, at the turn of the first millenium, because one of its great innovators." [7]

ترجمہ: اس کتاب میں پرانی مذہبی اور ثقافتی زندگی کی روایت کو دیکھتے ہوئے نئے معاشرے کی تشکیل میں زیادہ توجہ نقشبندی سلسلہ پر مرکوز کر دی گئی ہے۔۔ مسلم دنیا میں نقشبندی سلسلہ نے تصوف کے رہنما سلسلہ کی حیثیت اختیار کی ہے۔ اس سلسلہ کی تاریخ چودھویں صدی عیسوی میں بخارا خراسان تک جاملتی ہے، جہاں حضرت بہاؤ الدین نقشبند (وفات 1389ء) نے اس سلسلہ کے بانی کی حیثیت سے اسلامی تصوف کی ایک شاخ کی حثیت سے متعارف کروایا وہ ایک سربرآوردہ صوفی شیخ کا درجہ رکھتے تھے۔ پندرھویں اور سولہویں صدی کے دوران نقشبندی سلسلہ ایک عالمی ادارہ کے طور پر سامنے آیا اور اسکی ثقافتی اور جغرافیائی سرحدیں وسطی ایشیاء مشرقی ترکستان، ہندوستان، چین، افغانستان اور دیگر سلطنتوں جیسے بلکان تک پھیل گئی اس سلسلے کی اہمیت ہندوستان میں شیخ سرہندیؒ (وفات 1624ء) کی وجہ سے اور بڑھ گئی جو اس سلسلہ کے عظیم شارح تھے۔

اس اقتباس کے آخر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ (شیخ احمد سرہندیؒ) کا بھی تذکرہ آیا ہے، جو سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے پیروکار ہے۔ ہمارے شاعر کاظم خان شیدا نے ان کی شان میں الگ سے ایک منقبت لکھی ہے جس کا ترجمہ یہاں پیش کر دی جاتی ہے: "جس کا مولد پاک سرہند شریف ہے، وہ ہستی شیخ احمد سرہندی ہے ان کو تجدید کے منصب سے یاد کیا جاتا ہے جو ان ہی کو زیب دیتا ہے۔ ان ہی کے وجود سے دین میں تازگی آئی اور ساتھ ہی یقین کی تازگی بھی آئی۔ آپ اولیاء کے عظیم امام اور وارث انبیاء ہیں، اقطاب ہوں یا افراد ان کے ارشاد سے بہرمند ہیں۔ ہر حرف جو مقطع یعنی حرف آخر کی حیثیت رکھے ان ہی کے اسرار سے طلوع ہوتا ہے ان کے جذبہ ایمانی پہاڑوں کو ہلا کر رکھ دیتا ہے اور ان ہی کا سلوک و معرفت ہے جو پہاڑوں کو خرامان کر دیتا ہے اگر ان کی خاک پر بھی تھوڑی سی نظر پڑ جائے تو اس وقت خاک بھی افلاک بن جاتا

ہے، اگر وہ آسمان کی طرف نگاہ ڈالے تو سارا آسمان بھی درخشان سورج بن جائے۔ ان کی نظر سے امامت و خلافت کے کمالات بھی پوشیدہ نہیں ہیں آپ اعلیٰ ولایت اور عظیم مرتبہ پر فائز ہے۔ یہ مقام و مرتبہ ان ہی کا خاصہ ہے"[8]۔

ہم نے دیکھا کہ کاظم خان شیدا سلسلہ نقشبندیہ کے اس عظیم روحانی پیشوا کو کس عقیدت و احترام سے خراجِ تحسین پیش کرتا ہے، ہم نے ابتدائی مباحث میں امیر حمزہ شینواری صاحب کے حوالے سے حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں اشارہ کیا تھا۔ امیر حمزہ شینواری نے کاظم خان شیدا کے ایک شعر کا حوالہ دیتے ہوئے ان کو وجودی سالک ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔ کاظم خان شیدا چونکہ نقشبندی ہے اور اور نقشبندیوں میں حضرت مجدد الف ثانی جیسے جلیل القدر صوفی کو وحدۃ الشہودی تصور کیا جاتا ہے۔ بلکہ نظریہ وحدۃ الشہود کا بانی سمجھا جاتا ہے اس بناء پر امیر حمزہ شینواری کو حضرت مجدد کے نظریہ سے بھی اختلاف ہے اور سلسلہ نقشبندیہ کے تناظر میں بھی حمزہ شینواری حضرت مجدد سے اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ چونکہ آخر میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ لہٰذا حمزہ شینواری اس سلسلے کا حضرت ابو بکر صدیقؓ سے نسبت بھی خلافِ واقعہ سمجھتے ہیں اور حضرت مجدد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے تمام سلسلہ ہائے طریقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور پھر آنحضرت ﷺ تک منتہی ہوتے ہیں۔ لیکن ان سب کے خلاف حضرت شیخ مجدد سلسلہ نقشبندیہ کو ابو بکرؓ تک منتہی کرتے ہیں جو واقعیت کے خلاف نظر آتا ہے"[9]۔

امیر حمزہ شینواری کو نہ صرف اس پر اعتراض ہے کہ حضرت مجدد نے سلسلہ نقشبندیہ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے منسوب کیا ہے بلکہ اس بات پر بھی وہ معترض ہیں کہ حضرت مجدد نے اپنے سلسلہ نقشبندیہ کی تشریح میں افراط سے کام لیا ہے اس سلسلے میں وہ یوں رقم طراز ہیں:

"ہم اس کے متعلق زیادہ نہیں لکھنا چاہتے، کیونکہ حضرت مجدد کی اپنی تحریر بھی دوسرے سلسلوں کے سالکوں کی عصباتی تحریک کے لئے کچھ کم نہیں اور اگر ہم بھی شیخ مجدد کے الفاظ میں حضرت مجدد کے اس خیال کی مخالفت کریں، تو اس تحریک میں مزید اضافہ ہوگا۔ اور کوئی اچھا صوفی ایسی تحریروں کو خوش آمدید نہیں کہے گا۔ یہ کام قارئین کا ہے کہ تمام تحریروں میں پڑھنے کے بعد غور و فکر سے کام لے کر فیصلہ کریں۔ لیکن قارئین آئندہ ملاحظہ فرمادیں گے۔ کہ حضرت مجدد نے اپنے سلسلے کے اثبات میں اس قدر افراط سے کام لیا ہے کہ اسے پڑھ لینے کے بعد انسان اسے تعصب کی پیداوار سمجھنے پر مجبور ہوگا"[10]۔

ہم جانتے ہیں کہ امیر حمزہ شینواری شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے فلسفہ وحدت الوجوۃ الوجود کے پیروکار اور صحابہ کرامؓ میں سے حضرت علیؓ کے فضیلت کے قائل یعنی تفضیلی ہیں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ چونکہ فلسفہ وحدۃ الوجود کے مخالف اور وحدۃ الشہود کے شارح و پیروکار ہیں اس لئے حمزہ شینواری کے دونوں اعتراضات بھی محل نظر ہیں۔ زیادہ وضاحت کیلئے ہم ای ڈی میکلیگن اور ایچ اے زور کے مرتبہ انسائیکلوپیڈیا سے سلسلہ نقشبندیہ کے صوفیاء کا روحانی شجرہ پیش کرتے ہیں جو حضرت مجدد سے شروع ہوتا اس روحانی شجرہ کو ہم خواجہ محمد معصوم تک لے آتے ہیں جو اس ترتیب سے ہے:

"1: حضرت محمد ﷺ، 2: حضرت ابو بکر صدیقؓ، 3: حضرت سلمان فارسیؓ، 4: امام قاسم بن محمد ابو بکرؒ، 5: امام جعفر صادقؒ، 6: بایزید بسطامیؒ، 7: خواجہ ابو الحسن خرقانیؒ، 8: خواجہ ابو القاسم گرگانی یا کرکیانیؒ، 9: خواجہ ابو علی فریدی یا فرمندیؒ، 10: خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ، 11:

خواجہ عبد الخالق عجدوانیؒ، 12: خواجہ محمد عارف ریوگری یاریو کریؒ، 13: خواجہ محمد انجیر فغنویؒ، 14: خواجہ (عزیزا) علی رمیطانیؒ، 15: خواجہ محمد بابا شمسیؒ، 16: خواجہ سید امیر کلالؒ، 17: خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبندؒ، 18: خواجہ علاؤ الدین عطارؒ، 19: خواجہ یعقوب چرخیؒ، 20: خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرارؒ، 21: خواجہ محمد زاہدؒ، 22: مولانا درویش محمدؒ، 23: مولانا خواجگی امکنگیؒ، 24: خواجہ محمد باقیؒ باللہ بیر نگ، 25: امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ، 26: خواجہ محمد معصومؒ"[11]۔

اس شجرے میں سلسلہ نقشبندیہ کے ذیل میں حضرت مجدد کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نام ہے اور آخری نام حضرت خواجہ محمد معصوم کا ہے، اسی معصوم کے نام سے کاظم خان شیدا کا پیر و مرشد بھی سلسلہ نقشبند کے ایک بڑے نمائندہ کی حیثیت سے گزرا ہے جو ہندوستان کے روحانی حلقوں میں میر معصوم ثانی کے نام سے موسوم ہیں۔ مذکورہ انسائیکلوپیڈیا میں خواجہ بہاؤ الدین کو ہی سلسلہ نقشبندیہ کا بانی بتایا گیا ہے اور اسی سلسلہ میں ایک نامی گرامی سالک خواجہ باقی باللہ کا تذکرہ بھی آیا ہے۔ خواجہ باقی باللہ کو بھی سلسلہ نقشبندیہ کا بانی سمجھا گیا ہے۔ مگر اس روحانی شجرہ سے واضح ہوتا ہے کہ خورجہ باقی بذات خود حضرت بہاؤ الدین کے پیروکاروں میں سے ہیں۔ یہ انسائیکلوپیڈیا ہمیں بتاتا ہے کہ:

"سلسلے کے بانی خواجہ بہاؤ الدین ترکستانی 792ھ (1390ء) میں فوت ہوئے اور بخارا کے قریب دفن کئے گئے۔ انہیں بہاؤ الدین ملتانی سے الگ سمجھنا چاہئے۔ خواجہ احمد نقشبند 1034ھ (1625ء) میں فوت ہوئے اور پٹیالہ میں بمقام سرہند دفن ہیں۔ وہ خواجہ باقی باللہ کے شاگرد تھے جن کا مقبرہ دہلی میں ہے جہاں انہیں بھی دفن کیا گیا (1012ھ / 1603ء)"[12]۔

چونکہ سلسلہ نقشبندیہ کو ہندوستان میں بہت بڑا مقام حاصل تھا اور کاظم خان شیدا نے بھی ہندوستان میں سکونت پذیر ہونے کے بعد اس سلسلہ میں بیعت کیا تھا لہٰذا ہندوستان میں خواجہ باقی باللہ کے بارے میں بھی سعدیہ دہلوی نے اپنی انگریزی کتاب (Sufism the heart of islam) میں لکھا ہے:

"Khwaja Muhammad Baqi Billa established the Naqashbandi sufi order in Delhe He lived during the rigin of the mughal protested over the state policies that he beleived to be wrong Emperor Akber and"[13]

ترجمہ: خواجہ باقی باللہ نے دہلی میں نقشبندیہ سلسلہ کو قائم کیا، وہ مغل حکمران اکبر کے دور میں حیات تھے اور اکبر کے ریاستی پالیسیوں کے خلاف احتجاج کیا کرتے تھے کہ وہ غلط راستے پر ہے۔

نقشبندیہ سلسلہ کے ضمن میں حضرت مجدد الف ثانی، خواجہ باقی باللہ اور دیگر نقشبندی صوفیاء کے ساتھ مغل حکمران اکبر دور کا تذکرہ اور ہندوستانی معاشرہ کا ذکر بہت ضروری ہے اگرچہ ہم نے اس بحث کا آغاز کاظم خان شیدا کی ایک منقبت جو حضرت محمد ﷺ کی عقیدت میں کہی گئی ہے، سے کیا تھا مگر ضمنی طور پر ہندوستانی معاشرہ میں نقشبندیہ سلسلہ اور جلال الدین اکبر کے مذہبی و صوفیانہ عقائد تک بات پہنچی اس لئے اس ضمن میں ایک حوالہ اور بھی پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ نامور جرمن سکالر جارجن و سیم فریمگن نے اپنی کتاب Journey of God میں اس پس منظر کی بہت اچھے انداز میں وضاحت کی ہے اور لکھا ہے:

"In this way the Naqshbandi order dating back to Baha-ud-Din Naqshband (1318-1389) and closely oriented to the Sunni tradition, spread beyond its centres in Bukhara and

eastern Turkestan as far as North Africa, Anatolia, to the Caucasus, Afghanistan, Indo-Pakistan and Indonesia. Today it is one of the largest and most important orders. The Naqshbandi Sufis teach a sober, mystic philosophy, emphasizing meditation and silent commemoration of God. During the Mughal period, for example, they adamantly opposed the emotional, Indo-Islamic mysticism influenced by Hindu traditions and the syncretism advocated by Emperor Akbar. To this day they abhor the popular side of saints' festivals[14].

ترجمہ: اس طرح نقشبندیہ سلسلہ بہاؤالدین نقشبندی(1318ء تا1339ء) سے جا ملتا ہے جو سنی روایت کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ سلسلہ بخارا، مشرقی ترکستان، شمالی افریقہ، اناطولیا سے ہوتے ہوئے قازکستان، افغانستان، ہندوپاک اور انڈونیشیاء کے مراکز تک جاتا ہے، آج کل یہ ایک بڑا اور اہم سلسلہ ہے۔ نقشبندیہ سلسلہ ایک سنجیدہ موسیقی کا فلسفہ کے تناظر میں ایک خاموش اور پر اسرار قربت الٰہی پر زور دیتا ہے، مثال کے طور پر مغل دور میں اکبر کے زیر سایہ ہندو صوفیانہ روایت پر ضرب لگائی البتہ آج تک روحانی تہواروں کے نمایاں پہلوؤں کو تقویت دی۔

اس اقتباس میں چند اہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے جو ہندوستان میں نقشبندی سلسلہ، اکبر کے دور میں سماجی، سیاسی اور صوفیانہ صورت حال کے علاوہ دیگر ایشیائی مراکز میں اس سلسلہ کی اشاعت اور خصوصی طور پر اس سلسلہ میں صوفیانہ روایت کی پاسداری کی طرف اشارات موجود ہیں۔ ہمارے شاعر کاظم خان شیدا کے صوفیانہ افکار کی ان اشارات سے بہت قریبی نسبت بنتی ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے ہندوستانی روایت ہی کے تناظر میں اس سلسلہ میں میر معصوم ثانی سے بیعت کیا تھا۔ اس پس منظر میں کاظم خان شیدا نے حضرت مجدد الف ثانی کی شان میں منقبت لکھی اور اسکے علاوہ اسی سلسلہ میں بیعت ہو کر کاظم خان شیدا بھی اپنی شاعری میں موسیقی اور سماع کی روایت کی پاسداری کرتے ہیں، ان سب باتوں سے زیادہ اہم یہ کہ ہندوستانی صوفیانہ روایت کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے حضرت میر معصوم ثانی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کیا۔ یوں انہوں نے نہ صرف نقشبندیہ سلسلہ کے مختلف پہلوؤں پر اپنی شاعری میں اظہار خیال کیا بلکہ اس سلسلہ کے نامور نمائندوں کو بھی سراہا۔ یہاں تک کہ اپنے پیر و مرشد کے فیوضات کا بھی تذکرہ کرتا رہا۔ کاظم خان شیدا نے جس طرح حضرت مجدد الف ثانی کی مدح میں منقبت لکھی ہے، اس طرح اپنے پیر و مرشد حضرت غلام معصوم کی عقیدت میں بھی ایک منقبت لکھی ہے جس کا ترجمہ ہے: "میرا پیر و مرشد غلام معصوم ہیں جو دنیا میں سورج کی طرح روشن و آشکار ہیں، آپ ولایت کا عجب شان رکھتے ہیں بلکہ آپ ہدایت کے روشن ماہتاب ہیں۔ ان کا مثال پاک دامن جیسا ہے جو ہر قسم کے گرد و غبار سے صاف ہو، آپ اس خاکی دنیا سے ایسے گئے جیسے تیر کمان سے جاتا ہے۔ آپ تمام کے تمام نور تھے جیسے آفتاب۔ تمام اقطاب کے غوث و قطب تھے آپ ہر تشبیہ سے منزہ اور پاکیزگی میں بلند پرواز تھے، آپ عروج و نزول دونوں حالتوں میں اپنی مثال آپ تھے۔ آسمان آپ کیلئے تخت کیطرح تھا اور آپ ذاتی مشاہدہ میں خاص تھے۔ ان کی بارگاہ میں ہمیشہ شریعت اور نگاہ میں طریقت ہوتی تھی"[15]۔

اس منقبت میں واضح ہوتا ہے کہ کاظم خان شیدا اپنے پیر و مرشد حضرت غلام معصوم ثانی کے روحانی فیض اور شریعت و طریقت میں ان کے مقام و مرتبہ کو انتہائی عقیدت و احترام سے بیان کرتے ہیں۔ شیدا نے فارسی میں آپ کی تاریخ وفات بھی چند اشعار میں لکھی ہے جس کا

ترجمہ ہے:"معصوم ثانی جب تک قیوم (زندہ) تھے تو بغیر کسی شک و گمان کے ان کو مجدد کہا جاتا تھا، آپ ظاہری علوم کے زندہ کرنے والے اور باطنی علوم کیلئے ایسے تھے جیسے علم کو روح کی طرح جسم میں سمیٹے۔ آپ اس خاکی دنیا سے ایسے جلدی سے گئے جیسے بحر میں موج اپنی پاکدامن کے ساتھ گزر جاتا ہے۔ مجھے ہاتف نے آپ کے دنیا سے گزر جانے کی تاریخ ان الفاظ میں بتادیا کہ معرفت نے آپ کو ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا"[16]۔

غور کریں کہ کاظم خان شیدا نے تصوف کے سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک روحانی شخصیت خصوصی طور پر حضرت مجدد الف ثانی اور اپنے پیر و مرشد حضرت غلام معصوم ثانی کو کس انکساری اور عقیدت سے خراج تحسین پیش کیا ہے اپنی اس عقیدت و احترام کے ساتھ انہوں نے کس خوبصورتی سے اپنی شاعری میں اس سلسلہ کے مبادیات اور مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کیا ہے۔ ہم پہلے بھی وضاحت کر چکے ہیں کہ ان کی شاعری فن و تکنیک کے اعلٰی و ارفع مقام پر ہے۔ اگر ان کی شاعری کا تصوف کے نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے تو بجائے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشھود کے فلسفیانہ مباحث میں الجھانے کے ان کی شاعری میں سلسلہ نقشبندیہ کے اسرار و رموز کی جانب بلیغ اشارات ملتے ہیں۔ انہوں نے غزل کی صنف میں بھی نازک و نادر استعارات، تشبیہات اور تلمیحات کا سہارا لیتے ہوئے اپنے صوفیانہ مسلک کی طرف اشارے کئے ہیں۔ ہمیں اندازہ ہے کہ ان کی شاعری سلسلہ نقشبندیہ کی توضیح و تشریح میں ایک طویل بحث کی متقاضی ہے۔ مگر اس ضمن میں ہم ان کے ایک قصیدہ پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک نمائندہ صوفیاء کا تذکرہ کیا ہے۔ اور حضرت محمد ﷺ سے لیکر اپنے پیر و مرشد تک روحانی شجرہ کو بھی بہت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ اگرچہ اس روحانی شجرہ کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں مگر شیدا کے شاعرانہ بیان میں تحریر شدہ یہ روحانی شجرہ اُس پیش کردہ شجرہ کی تائید و توثیق بھی کرتا ہے۔ اس مکمل قصیدہ کو ہم سید انوار الحق جیلانی کے اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کرتے ہوئے اس بحث کو بھی سمیٹتے ہیں، قصیدہ درج ذیل ہے:

"اللہ تعالٰی کے نام سے یہ بیان شروع کرتا ہوں، جو بزرگ و برتر، رحمٰن اور رحیم کہلاتا ہے، اس کے بعد حضرت محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہوں، پھر آپ کے جملہ اصحاب و آل پر، اس کے بعد سلسلہ نقشبندیہ سنو، کہ اسکے سننے سے تمہیں حال کا مقام حاصل ہو، میرے پیر شاہ ولایت غلام معصوم ہیں، ساری دنیا کے پیشوا اور قطب ہیں، انکے پیر صبغۃ اللہ ہیں اور وہ انکے دادا بھی ہیں، جو قیوم تھے اپنے زمانے کے کمال پر، ان قیوم کے پیر اور والد، خواجہ معصوم ہیں، جن کی پیروی اوتاد، اقطاب و ابدال کرتے ہیں، ان کے پیر شیخ احمد ہیں جو خود ان کے والد ہیں، اور جنہیں ذوالجلال خدا نے مجدد الف کیا تھا، ان کے پیر عبد الباقی، قطب الاقطاب ہیں، عالی مقام اولیاء کے رہنما، جان لو! کہ ان کے پیر خواجہ امکنگی ہیں، جو معرفت کے بھرپور دریا ہیں، ان کے پیر خواجہ درویش صاحب صفا ہیں، جنکے نور کے آگے سورج ایک ذرے کی مانند تھا، ان کے پیر و مرشد ولی محمد زاہد ہیں، جو ہمیشہ حق سے واصل رہے، ان کے پیر خواجہ عبید اللہ احرار ہیں، جن کا سایہ اولیاء کے سروں پر رہا، انہیں اس آسمانی نعمت سے یعقوب نے سیر اب کیا، جن کا جام زلال فقر سے لبریز ہے، ان کے پیر بزرگ خواجہ نقشبند ہیں، جن کا سورج تا قیامت نہیں ڈھلے گا، ان کے پیر امیر کلال آفتاب منیر ہیں، پاکیزگی کے آئینے میں جیسے عکسی تصویر، امیر کے ہادی (پیر) باباخواجہ محمد ہیں، جن کا مبارک نام ہی ان کے کمال پر دال ہے، انہیں خواجہ علی نے ہدایت کی ہے، جو عرفان کے بال و پر کے ذریعے شہباز ہیں، انہیں خواجہ محمود نے ہدایت سے خوش کیا، جو مقام عالی کے سیاح تھے، مثل بادِ شمال، ان کا جام خواجہ عارف نے بھرا، وہ ایسی مے کے ساقی تھی جو حلال ہے، انہیں خواجہ محمود نے ہدایت سے خوص

کیا، کہ اس دور میں ان کی مثال کم ملتی ہوگی، ان کی بزم کو خواجہ یوسف نے منور کیا، جن کا پاک جمال انوار سے تابان ہے، خواجہ یوسف کو بو علی نے حق سے مشغول کیا تھا، جن کا علم بہت زیادہ تھا اور اس میں بہت زیادہ مشغول رہتے تھے، انہوں نے یہ حصہ ابو القاسم سے حاصل کیا، جن کی بخششوں سے اولیاء بہرہ مند ہیں، انہیں ابو الحسن نے اس نسبت سے ملایا، خود ولایت جن کی تقلید کا استقبال کرتی ہے، یہ بایزید کی توجہ سے عارف بنے، جو عرفان کے آبِ مصفا سے دلوں کو دھوتے ہیں، یہ مقتدی ہیں سید امام جعفر کے، جن کی تعریف میں دفتر کے دفتر بھی مجمل ہیں، حضرت قاسم نے اپنے جد کی نعمت سید کو دی، جن کی نیک خصالی کی دلیل اولیاء دیتے ہیں، حضرت قاسم کو فارس کے سلمان نے ہدایت کی، جو حضور ﷺ کے نیک خصال صحابی ہیں، انہیں یہ دولت حضرت صدیقؓ سے ملی، جنکی فضیلت تمام اصحاب پر زایل نہیں ہوگی، حضرت صدیقؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ولایت میں خاص فرمایا، جن کے فضل و کمال کا دنیا میں کوئی ہمسر نہیں"[17]۔

اس بحث اور مختلف حوالہ جات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ تصوف کے مختلف سلسلوں میں نقشبندیہ سلسلہ مشرقی دنیا میں سب سے زیادہ مقبول و معروف سلسلہ ہے، اس سلسلہ کے پیروکار شریعت کے پابند اور عموماً حنفی مسلک کے نمائندے ہیں۔ یہ سلسلہ تصوف کے فلسفیانہ موشگافیوں اور وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے نظریات سے زیادہ توجہ اسلامی نظریہ تصوف پر زور دیتا ہے۔ تصوف کے روحانی پہلو کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ کے سیاسی و سماجی پہلو بھی نمایاں ہیں مگر اس سلسلہ کے پیروکار زیادہ اسلامی تصوف کے مبادیات اور شرعی حیثیت کو زیر بحث لاتے ہیں۔

ہمارے شاعر کاظم خان شیدا کی شاعری کے تناظر میں یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ان کا سلسلہ نقشبندیہ کے تمام پہلوؤں پر گہری نظر ہے، ان کو اس سلسلے کے روحانی اور اسلامی حیثیت کا بھی مکمل شعور ہے۔ کاظم خان شیدا نے سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک روحانی شخصیات اور بزرگانِ دین کا بھی بغور مطالعہ کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں حضرت میر معصوم ثانی کے ہاں بیعت ہو کر ایک عملی صوفی کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے مباحث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ کاظم خان شیدا کی شاعری خصوصی طور پر ان کی غزل میں اپنے سلسلہ سے وابستہ ہو کر کچھ اشارات نہایت باریکی سے ملتے ہیں جنکا تفصیلی مطالعہ کیا جاسکتا ہے، مگر اس بحث میں ہمارا مقصد کاظم خان شیدا کا سلسلہ نقشبندیہ سے روحانی نسبت کو اجاگر کرنا تھا اور ان کی شاعری کے تناظر میں اس روحانی سلسلہ کے مبادیات کو واضح کرنا تھا جس کی مثالیں آپ نے ملاحظہ لیں۔ ہم خلاصہ کے طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ پشتو کے کلاسیکی صوفی شعراء میں سے کاظم خان شیدا تصوف کے سلسلہ نقشبندیہ کے سب سے بڑے نمائندہ اور پیروکار ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ پشتو شاعری کی کلاسیکی روایت میں نہ تو فنی تیکنیک اور نکتہ افرینی میں کاظم خان شیدا کا کوئی ہمسر پیدا ہو سکا اور نہ ہی صوفیانہ روایت کے تسلسل میں سلسلہ نقشبندیہ کا اتنا بڑا نمائندہ ترجمان سامنے آسکا۔ کاظم خان شیدا کی شاعری کے مختلف پہلوؤں پر ہمارے دانشوروں نے قلم اٹھایا ہے مگر ان کی شاعری میں تصوف کے سلسلہ نقشبندیہ کی روایت اور فلسفیانہ مبادیات کو ابھی تک خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاسکی اس لیے کہا جاسکتا ہے، کہ کاظم خان شیدا کی شاعری اور افکار کو اس زاویہ سے زیر بحث لانا ضروری تھا تاکہ اس عظیم شاعر کے شعری و ادبی اہمیت کے ساتھ ساتھ اُن کے روحانی فیوضیات، معاشرے پر ان کے اثرات اور صوفیانہ پس منظر میں ان کے سلسلہ تصوف سے بھی بخوبی استفادہ ممکن ہوسکے۔

حوالہ جات

[1]شیدا، کاظم خان، مقدمہ، مشمولہ دیوان کاظم خان شیدا،(مترجم ومرتب)ڈاکٹر سید انوار الحق، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور، 1965ء، ص1

[2]شینواری، امیر حمزہ، کاظم خان شیدا اور انکی شاعری، مشمولہ دیوان کاظم خان شیدا، محولہ بالا، ص26-27

[3]شیدا، کاظم خان، دکاظم خان شیدا دیوان،(مرتبہ)حنیف خلیل، دانش کتب خانہ پشاور، 2000ء، ص77

[4]انوار الحق، سید، ڈاکٹر، دیباچہ، مشمولہ دیوان کاظم خان شیدا،(محولہ بالا)ص79

[5]صابر، مقصود احمد، صاحبزادہ، انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام المعروف گلدستہ اولیاء، بک سنٹر راولپنڈی، 2011ء، ص50

[4]ایضاً، ص47

[7]Ozdalgo, Elisabeth, Nagashbandis in western and Central Asia, Swedish research Institnte in Istanbul transaction vol. 9, 1997, p-1.

[8]شیدا، دکاظم خان شیدا دیوان، مرتبہ حنیف خلیل، محولہ بالا، ص78

[9]شینواری، امیر حمزہ، چشتی، نظامی، نیازی، وجود وشہود، حمدیہ پریس پشاور، 1974ء، ص352-353

[10]ایضاً، ص358-359

[11]میکلیگن ای ڈی زور ایچ اے، پنجاب، مذہبی فرقوں اور صوفی سلسلوں کا انسائیکلوپیڈیا، بک ہوم لاہور، 2006ء، ص92-93

[12]ایضاً، ص91

[13]Dehlvi, sadia Sufism the heat of islam, Harper collins publishers india, New dolhi, 2009, p24

[14]Frembgen jurgen, wasim, Jonrney to Gool, Oxford University press karachi palkistan, 2012, p49

[15]شیدا، کاظم خان، دکاظم خان شیدا دیوان، مرتبہ حنیف خلیل، محولہ بالا، ص79-80

[16]ایضاً، ص422

[17]شیدا، کاظم خان، دیوانِ کاظم خان شیدا،(مترجم ومرتب ڈاکٹر سید انوار الحق،(محولہ بالا)ص997-1000